بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دار الافتاء الحکمہ

(آن لائن دار الافتاء — استفتاء و شرعی رہنمائی)

ڈاکٹر مفتی ابو طیب لقمان

حفظہ اللہ — مفتی و نگرانِ دار الافتاء

فتویٰ نمبر: آرکائیو103

تاریخ: ۷ نومبر ۲۰۲۶ء

سوال

انڈونیشیا سے ایک سائل (عبد اللہ) نے آڈیو پیغام میں دریافت کیا ہے کہ اس کے تایا جان کا انتقال ہو گیا تھا، اور وہ جنازے میں بنفسِ نفیس شریک نہ ہو سکا، تو اس نے ویڈیو کال / لائیو اسٹریمنگ کے ذریعے دور بیٹھ کر نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اس نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے لیے صحیح شرعی راستہ کیا تھا؟

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عبد اللہ بیٹا! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے؛ آپ کے تایا جان کی وفات پر ہم دلی تعزیت کرتے ہیں — اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آپ نے آڈیو میں ویڈیو کال کے ذریعے نمازِ جنازہ پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا ہے۔ قرآن، صحیح احادیث اور فقہائے محدثین کے راجح موقف کی روشنی میں اس کا تفصیلی اور تسلی بخش شرعی حکم درج ذیل ہے:

۱۔ ویڈیو کال یا لائیو اسٹریمنگ سے نمازِ جنازہ پڑھنا

ویڈیو کال، لائیو اسٹریمنگ یا ٹی وی پر نشریات دیکھ کر دور بیٹھ کر نمازِ جنازہ پڑھنا شرعاً درست نہیں؛ یہ نماز ادا نہیں ہوتی، کیونکہ اقتدا کی بنیادی شرائط یہاں پائی ہی نہیں جاتیں:

(الف) اتحادِ مکان (ایک جگہ ہونا) شرط ہے: باجماعت نماز — خواہ فرض ہو یا نمازِ جنازہ — کی صحت کے لیے شرط ہے کہ امام اور مقتدی ایک ہی جگہ موجود ہوں اور صفیں آپس میں تسلسل کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اللجنۃ الدائمہ للإفتاء نے گھر بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر یا نشریات کے ذریعے مسجد کے امام کی اقتدا کو ناجائز قرار دیا ہے (فتاویٰ اللجنۃ الدائمہ: 9/218؛ نیز فتویٰ نمبر: 6744 — کہ نشریات سنائی دینے کے باوجود گھر سے اقتدا جائز نہیں)۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ

اللہ فرماتے ہیں: "کسی کے لیے ریڈیو یا ٹی وی کے ذریعے امام کی اقتدا جائز نہیں، کیونکہ نمازِ جماعت کا مطلب ہے ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہونا؛ چنانچہ نماز ایک ہی جگہ میں ہو اور صفیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں۔ ریڈیو یا ٹی وی سے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ ان میں یہ شرائط مفقود ہیں؛ اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو ہر شخص گھر بیٹھے پانچوں نمازیں، حتیٰ کہ جمعہ بھی، پڑھ لیا کرے۔" (مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: 15/213) سینکڑوں یا ہزاروں میل دور بیٹھ کر اسکرین دیکھ کر اقتدا کرنا اسی ممانعت میں داخل ہے۔

(ب) حاضر نمازِ جنازہ کے لیے میت کا سامنے ہونا شرط ہے: نمازِ جنازہ (حاضر) اس نماز کو کہتے ہیں جس میں میت امام کے آگے عملاً موجود ہو؛ آپ کے سامنے میت موجود ہی نہیں تھی، لہٰذا آپ کی پڑھی ہوئی نماز نمازِ جنازہ شمار نہیں ہوتی۔

البتہ چونکہ آپ نے یہ عمل لاعلمی میں، نیک نیتی اور اپنے تایا جان سے محبت کی بنا پر کیا، اس لیے ان شاء اللہ آپ پر کوئی گناہ نہیں — اللہ تعالیٰ نیتوں کا جاننے والا ہے؛ البتہ وہ نماز شرعی نمازِ جنازہ ادا نہیں ہوئی۔

۲۔ صحیح اور مسنون راستہ کیا تھا؟

(الف) انفرادی دعا و استغفار: جو شخص جنازے میں شرکت نہ کر سکے، اس کے لیے شریعت کا سب سے آسان اور پکا راستہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھ کر میت کے لیے خلوصِ دل سے مغفرت، بلندیٔ درجات اور رحمت کی دعا کرے اور حسبِ توفیق صدقہ کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» (جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے)۔ (صحیح مسلم: 1631)

(ب) نمازِ جنازہ غائبانہ کا اصل حکم: اس مسئلے میں نبی کریم ﷺ کا واحد واقعہ نجاشی (شاہِ حبشہ) کا ہے: آپ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی، صحابہ کو صفوں میں کھڑا کر کے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی — چار تکبیروں کے ساتھ (صحیح بخاری: 1333؛ صحیح مسلم: 951)۔ اس واقعے کی بنیاد پر اہلِ علم کے اقوال کی تفصیل یہ ہے:

- اس میت کی غائبانہ نماز مشروع ہے **جس کی نمازِ جنازہ اس کی جائے وفات پر پڑھی ہی نہ گئی ہو** — جیسے وہ دارالکفر میں فوت ہو اور وہاں پڑھنے والا کوئی نہ ہو۔ یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ کا اختیار کردہ ہے: انہوں نے فرمایا کہ غائب اگر ایسے شہر میں فوت ہو جہاں اس کی نماز نہ پڑھی گئی ہو تو اس پر غائبانہ نماز پڑھی جائے گی، جیسے نبی ﷺ نے نجاشی کی پڑھی، کیونکہ وہ کفار کے درمیان فوت ہوئے اور ان کی نماز نہیں پڑھی گئی تھی؛ اور اگر اس کی نماز اس کی جائے وفات پر پڑھی جا چکی ہو تو غائبانہ نماز نہیں پڑھی جائے گی، کیونکہ مسلمانوں کی نماز سے فرض ساقط ہو چکا (زاد المعاد؛ مجموع الفتاویٰ)۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا راجح قول بھی یہی ہے: "اگر تمہیں یقین ہو جائے کہ کسی شخص کی نماز (جنازہ) نہیں پڑھی گئی تو اس کی نماز پڑھو، کیونکہ یہ فرضِ کفایہ ہے" (مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: 17/149)، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی یہی قید لگائی ہے: "جو شخص ایسے شہر میں فوت ہو جہاں اس کی حاضر نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو، اس کی غائبانہ نماز مسلمانوں کا ایک گروہ پڑھے گا" (تلخیص احکام الجنائز)۔

- اللجنۃ الدائمہ کا فتویٰ (فتویٰ نمبر: 5394، سوال 11 — فتاویٰ اللجنۃ: 8/418) یہ ہے کہ غائبانہ نماز جائز ہے اور یہ نبی ﷺ کے ساتھ خاص نہیں، البتہ یہ اس شخص کے حق میں ہو جسے اسلام میں کوئی خاص مقام حاصل ہو (جیسے بڑا عالم، مسلمانوں کا نفع رساں شخص)، ہر ایک کے لیے نہیں۔
- امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک غائبانہ نماز مشروع ہی نہیں؛ ان کے نزدیک نجاشی کا واقعہ نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا۔

آپ کے تایا جان کے معاملے پر اس کا اطلاق: ان کی نمازِ جنازہ ان کے اپنے شہر میں باقاعدہ مسلمانوں نے پڑھ لی تھی، اس لیے اوپر بیان کردہ راجح تفصیل کے مطابق ان پر دوبارہ غائبانہ نماز مشروع نہیں تھی۔ آپ کے لیے اصل مسنون عمل یہی تھا—اور آئندہ بھی یہی ہے—کہ ان کے لیے کثرت سے دعائے مغفرت کریں اور حسبِ استطاعت صدقہ کریں؛ یہی عمل یقینی طور پر انہیں پہنچتا ہے۔

۳۔ خلاصہ آپ کے لیے

آپ کی ویڈیو کال والی نماز شرعی نمازِ جنازہ ادا نہیں ہوئی، لیکن لاعلمی کی بنا پر گناہ بھی نہیں ہوا۔ اپنے تایا جان کے لیے دعا و استغفار اور صدقہ جاری رکھیں—یہی ان کے حق میں سب سے نافع اور مسنون عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور آپ کو اس غم میں صبر و اجر عطا فرمائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب



دستخط: ڈاکٹر مفتی ابو طیب لقمان

ای میل: luqmanabutayyab786@gmail.com | واٹس ایپ: 0323-9821512